

فرقان کیا ہے؟

سوال: سورہ فرقان کی آیت نمبر ۲۹ میں ہے۔ تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا کہ کیا صحیح ہے؟ کیا غلط ہے؟ کیا اس کا تعلق علم، سائنس، ذہن انسانی کے ارتقاء و ایجادات سے نہیں ہے؟ کیا یہ صرف عطیہ ربانی ہے؟ عطیہ انسانی ارتقاء نہیں ہے؟ (فے جیم (کراچی)

میرے محترم! آپ کے سوال کا تعلق، جس آیت سے ہے وہ الفرقان میں نہیں بلکہ الانفال میں ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔ یا ایہذا الذین امنوا ان تتقوا اللہ يجعل لکم فرقان و یکفر منکم سیئاتکم و یغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے قوانین پر چلو تو وہ تمہیں صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور فرمائے گا۔ اور تمہاری غلطیوں کو تم سے دور فرمائے گا اور (آئندہ کی غلطیوں سے تمہاری) حفاظت فرمائے گا۔ اس آیت میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا صلہ درج ذیل نتائج کی صورت میں بیان ہوا ہے۔

۱۔ فرقان ۲۔ کفارہ سیئات ۳۔ اور آئندہ غلطیوں سے (حفاظت)

آیت میں موجود ”ان“ حرف شرط ہے جیسے اردو میں اگر مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا تو تمہیں ان نعمتوں سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے تقویٰ اللہ اختیار نہیں کیا تو ظاہر ہے کہ ان نعمتوں سے دور کر دیے جاؤ گے۔

میرے محترم! آپ نے چونکہ ”فرقان“ کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس لیے ”جمل فرقان“ کا سبب اصلی (علت) جانے بغیر، آپ فرقان (اور دوسری وحیوں کو) نہیں سمجھ سکتے۔ واضح رہے کہ اس مقام پر ”فرقان“ کسی موجود فی الواقع شے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ تقویٰ اللہ کے نتیجے میں ظاہر ہونے والی شے کو ہی فرقان کہا گیا ہے۔ ”تقویٰ اللہ“ دراصل اللہ کا نازل کردہ وہ قانون ہے، جسے اختیار کرنے کے صلے میں، یہ نتائج آپ سے آپ پیدا ہو جاتے ہیں۔ چونکہ یہ نتائج خداوند عالم کے قانون مشیت کے تحت پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے خدا ہی کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے تقویٰ اختیار کرنے

مصائب کا سامنا کرنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں ہوتا۔ زندہ دل، بیدار مغز، اولوالعزم اور قوت ایمانی کے حامل لوگ عالی ہمتی سے مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں، مگر پھر اٹھتے ہیں، مگر جھپٹ کر پلٹتے ہیں تو پلٹ کر پھر جھپٹتے ہیں، دکھ سہتے ہیں، دکھ پالتے نہیں، اور آخر کار کامیابی ان کا مقدر ہوتی ہے، جان ہی دینی ہے تو ”جان آفریں“ کے نام پر دیتے، کسی مجاہد کی راہ پر چلتے، یا پھر تمام مصطفین (Depressed) اور مظلومین اور ستم رسیدہ (Oppressed) مل کر ایمانی قوت سے سرشار ہو کر اللہ کے دین کی سر بلندی کیلئے اٹھ کھڑے ہوں، مگر اللہ کا دین اور نظام مصطفیٰ ﷺ اپنی اصل، کامل اور جامع شکل میں نافذ ہو جائے تو پھر اس کے سائے میں سب کیلئے امان ہوگا، عافیت ہوگی، ہر ایک کے دکھ کا درماں اور درد کا دوا ہوگا، دنیا بھی سکون کا گہوارہ ہوگی اور عاقبت بھی ظہار کی ضامن ہوگی۔

سیاسی زعماء سے گزارش:

انسانی جان بڑی قیمتی چیز ہے، یہ خالق ازل کی شان تخلیق کا سب سے بڑا مظہر ہے، اس کے ضیاع و احوال اور ہلاکت کو نہ تو اپنی تائید و حمایت کا میزان و معیار بنائیں، نہ اس پر جشن منائیں، نہ اس کی ترغیب دیں اور نہ اس کی حوصلہ افزائی کریں، بلکہ اس پر کف افسوس ملیں کہ ہم نے آزادی کے باون سال بعد ملک و قوم کو کس مقام پر پہنچا دیا ہے اور اس صورت حال کے ازالے کے لئے ہمیں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہئے، وجود انسانی کا آئینہ توڑنا نہیں، جوڑنا عبادت ہے، قدرت تو خود اپنی اس تخلیق اور شاہکار پر ناز کرتی ہے، ارشاد فرمایا: ”اور اس نے تمہاری صورت بنائی اور کیسی حسین صورت بنائی اور (تمہیں) اسی کی جانب لوٹا ہے، (التغابن: ۳)۔“ یہ جان اگر قربان ہو تو اسی کے نام پر جس نے اسے تخلیق کیا، اور اس شان نیاز مندی کے ساتھ کہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی قسم

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دل کے مجھیں پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ وہ ہے آدم، جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دینا ہے آدمی کو نجات!
(اقبال)

کے ناگزیر نتائج بلکہ فوائد و ثمرات کو بطور جزاء کے خود ہی بیان بھی فرمادیا ہے۔

رہ گیا یہ سوال کہ فرقان کیا ہے؟ تو آئیے اسکی تفصیل جاننے کے لئے ہم قرآن مجید سے رہنمائی لیتے ہیں۔ المعجم المفہرس للالفاظ القرآن الکریم کے مطابق لفظ ”الفرقان“ چھ مقامات پر آیا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی آیت سورہ بقرہ ۵۳ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔ واذ انبنا موسیٰ الکتاب و الفرقان لعلکم تہتدون۔ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان دی تاکہ (اے قوم موسیٰ) تم کامیاب و کامران ہو سکو۔

آپ نے دیکھا کہ موسیٰ کو کتاب اور فرقان دینے کی بات کی گئی ہے۔ یہاں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ آیت میں موجود ”واو“ کو اگر ”تفسیری“ معنی میں لیا جائے تو یہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہوں گے۔ یعنی کتاب کی حقیقت، حق و باطل کے درمیان فرق کر دینے کی ہوگی اسلئے فرقان سے مراد بھی وہی کتاب ہے جو موسیٰ کو دی گئی۔ لیکن ”واو“ کو اگر ”عاطف“ مانا جائے تو پھر یہ دو الگ الگ حقیقتوں کے دو الگ الگ نام ہوں گے۔ یعنی جس طرح کتاب موجود فی الخارج کسی حقیقت کا نام ہے تو فرقان بھی کسی ایسی ہی دوسری حقیقت کا نام ہے۔ جو تغیر (موسیٰ) کی نبوت کی سچائی کا ایک کھلا ہوا نشان جگر ظاہر ہوئی۔ میرا مطلب ہے کہ یہاں فرقان کے لفظ میں موسیٰ علیہ السلام کے خجرات کا بیان ہے۔

میرے محترم! آپ نے فرق ملاحظہ کیا آپ کے سوال کے جواب میں اوپر بتایا گیا تھا کہ وہاں لفظ فرقان، خارج میں موجود کسی شے کے طور پر نہیں آیا ہے۔ جبکہ یہاں وہ ایک ایسی حقیقت کے طور پر آیا ہے۔ جو خارج میں موجود ہے۔ کیا سمجھ آپ؟

میرا مطلب ہے کہ سورہ انفال کا ”فرقان“ تقویٰ کا نتیجہ ہے، جبکہ سورہ بقرہ کا ”فرقان“ کسی امر کا نتیجہ نہیں بلکہ کتاب یا پھر کتاب ہی کی مانند، خارج میں موجود کسی ”امرواقتہ“ کا صفاتی نام ہے۔

اسی سورہ (بقرہ) میں ذرا آگے چل کر (آیت نمبر ۱۸۵) یہ لفظ یوں استعمال ہوا ہے۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینات من الہدی و الفرقان (الیٰ آخر الایہ) اس آیت میں ہدی للناس۔ بینات من الہدی و الفرقان کے بارے میں دو تفسیریں ہو سکتی ہیں۔ ایک تفسیر کے مطابق ہدی للناس علم نوحی رو سے قرآن کا ”حال“ ہے۔ یعنی قرآن لوگوں کا ہادی و رہنما ہے اور بینات من الہدی بھی قرآن کا حال ہے۔ یعنی انہیں ہدایت کی کھلی اور روشن نشانیاں ہیں اور الفرقان بھی چونکہ الہدی پر معطوف اور مبنی کے تحت ہے اس لئے یہ بھی قرآن ہی کا حال ہے۔ اور دوسری تفسیر کے مطابق ہدی للناس، شہر رمضان کی ”خبر“ ہے۔ مطلب یہ کہ ماہ رمضان، لوگوں کے لئے

ہادی و رہنما ہے نیز بنیات من الہدی بھی ماہ رمضان کی خبر ہے یعنی اس ماہ میں ہدایت کی روشن نشانیاں موجود ہیں۔ نیز الفرقان بھی ماہ رمضان کی خبر کا آئینہ دار ہے۔ مطلب یہ کہ انہیں اچھے اور برے کی، خیر و شر کی، نیک و بد اور حق و باطل کی تیز ہو جاتی ہے۔ یوں یہ ماہ مبارک لوگوں کے لئے ایک کسوٹی اور میزان بن جاتا ہے۔

اس وضاحت سے آپ یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ یہاں فرقان کا لفظ یا تو قرآن کے لئے آیا ہے یا پھر ماہ رمضان کے لئے۔ بہر حال ہر دو معنی میں ”فرقان“ موجود فی الخارج شے کا نام ہے۔

اب فرقان کے سلسلہ بیان کی تیسری آیت ملاحظہ فرمائیے۔

وانزل التوراة والانجیل من قبل ہدی للناس وانزل الفرقان (آل عمران ۳۸)
اور اس نے قبل ازیں توراة وانجیل اتاریں جو، لوگوں کے لئے ہادی و رہنما تھیں اور اس نے فرقان بھی اتارا۔ اس آیت کے شروع میں فرمایا گیا تھا۔

نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه۔ آل عمران ۳

اس نے آپ پر (اے رسول محترم) خصوصی کتاب اتاری، جو سراسر حق ہے۔ اور جو پہلے (یہود و نصاریٰ) کے ہاتھوں میں ہے اسکی صدق ہے۔

یہاں فرقان کے معنی کو سمجھنے کے لئے پوری آیت کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔ نزل علیک الکتاب۔ ہم نے آپ پر کتاب اتاری۔ پھر اسی مقام پر یہ فرمایا گیا۔ و انزل الفرقان۔ ہم نے فرقان اتارا۔

ظاہر ہے کہ ایک ہی آیت میں کتاب و فرقان اتارنے کی جو بات کی گئی ہے وہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵۳ کی طرح ہر دو حال سے خالی نہیں۔ ایک حال کے مطابق فرقان کا لفظ کتاب کے وصف کو نمایاں کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ بائیں معنی یہ قرآن مجید کا صفاتی نام ہوا۔ اور تورات وانجیل کے ذکر کے بعد فرقان کا لفظ لانے کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ تورات وانجیل کے محرف ہونے کو واضح کر دیا جائے کہ اب حق و باطل کے مابین فرق قائم کرنے والی کتاب فقط وہی ہے۔ جو اے رسول! آپ پر اتاری گئی ہے۔

دوسرے حال کے مطابق فرقان کا لفظ، حضور نبی کریم ﷺ کے نشانات نبوت کے طور پر آیا ہے جو آپ کی نبوت و رسالت کی سچائی کو نمبر من کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ظاہر کئے جاتے رہے ہیں۔ بہر حال ان ہر دو معنی کی رو سے ”فرقان“ موجود فی الخارج شے کو کہا گیا ہے۔

اور اب یہاں نازل اور انزل کے حوالہ سے عرض کروں گا۔ آیت میں نزلنا کے دو مفعول بیان ہوئے ہیں۔ مفعول اول آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی اور مفعول ثانی، کتاب ہے۔ جبکہ انزل کا مفعول فقط ایک بیان ہوا ہے یعنی فرقان اور اس کا دوسرا مفعول نائب ہے اس لیے مفعول ثانی کے غیر متعین ہونے کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ فرقان کے لفظ سے وہ عقل سلیم یا نور قلب، یا بصیرت ایمانی مراد ہو سکتی ہے، جو آسمانی کتابوں کی روشنی میں بتدریج انسان کو میسر آتی ہے۔ اس معنی کی رو سے ”فرقان“ موجودتی الظارح کسی شے کا نام نہیں ہوگا بلکہ وہ فیض خداوندی ہوگا، جو اجتناب دہی کے نتیجے میں انسان کو خدا کی مشیت کے تحت نصیب ہوتا ہے اور وہ اس کی مدد سے حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ امتیاز پیدا کرنے والی شے داخلی ہی ہو سکتی ہے۔

اس وضاحت کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت میں فرقان کا لفظ یا تو قرآن کے لئے آیا ہے یا پھر حضور نبی کریم ﷺ کے نشانات نبوت کے ثبوت کے لئے آیا ہے یا پھر عقل سلیم، نور قلب اور بصیرت ایمانی کے اثبات کے لئے آیا ہے۔

ہمارے سلسلہ بیان کی چوتھی آیت یہ ہے۔

وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان۔۔ (الانفال ۴۸)

اور جو کچھ ہم نے اپنے بندہ خاص پر یوم الفرقان کو اتارا۔

اس آیت میں فرقان کا لفظ یوم کی اضافت کے ساتھ آیا ہے جس کا مطلب ہے فیصلہ کا دن۔ یعنی وہ دن، جس نے حق و باطل کے مابین فیصلہ کر دیا۔ یہ غزوہ بدر کا دن تھا جسے آگے حصہ یوم النقی الجحان بھی کہا گیا ہے۔ یعنی دو گروہوں کے درمیان مٹھ بھیر کا دن۔

اور اب پانچویں آیت دیکھئے۔

ولقد آتینا موسیٰ وهارون الفرقان و ضیاء و ذکر للمتقین۔ (الانبیاء ۳۸)

اس آیت کے مطابق موسیٰ اور ہارون کو جو کچھ دیا گیا تھا۔ اسے فرقان اور ضیاء کا نام دیا گیا ہے۔ میرے نزدیک یہاں فرقان سے مراد موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی وحی ہے، اور ضیاء ہارون علیہ السلام پر نازل ہونے والی وحی۔ یہ وحی اس لحاظ سے فرقان تھی کہ اس سے حق و باطل میں تیز قائم ہو جاتی تھی۔ اور ضیاء اس لحاظ سے کہ انہیں ہر قسم کی فحشی و اخلاقی، ملی و عملی اور اعتقادی و روحانی غلطیوں کا نور کرنے کا کما حقہ سامان موجود تھا۔ وحی خداوندی کے یہ دونوں نام ان کے اوصاف کے اعتبار سے ہیں۔ اور اس وحی خداوندی کو ذکر المتقین اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ اس میں انفس و آفاق کے حقائق کی باری

وہابی اور تہذیبی موجود تھی۔

اس وضاحت کے بعد یقیناً آپ جان گئے ہوں گے کہ یہاں فرقان کس معنی میں آیا ہے؟ اور اب ہمارے سلسلہ بیان کی آخری آیت ملاحظہ فرمائیے۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعلمین نذیرا۔ (الفرقان ۱)

تمام برکتوں کی حامل اور اپنی حقوق کو ہر قسم کی برکتیں عطا کرنے والی ذات کہ جس نے اپنے بندہ خاص پر فرقان اتارا، جو تمام جہانوں کے لئے باعث انداز ہے۔

ظاہر ہے کہ اس مقام پر ”فرقان“ سوائے قرآن کے کسی اور معنی میں نہیں لیا جاسکتا۔ یہ وحی (قرآن) خدا کی طرف سے اتاری گئی وہ آخری کسوٹی اور میزان ہے جسکی روشنی میں حق و باطل، خیر و شر، اور صحیح و غلط کے درمیان فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس معنی کی رو سے اسے یہاں ”فرقان“ کے معناتی نام سے یاد کیا گیا ہے۔ خلاصہ کے طور پر عرض ہے کہ لفظ ”فرقان“ پورے قرآن میں خارج میں موجود کسی نہ کسی حقیقت کے اظہار کے مختلف اسانے گرامی کے طور پر آیا ہے۔

کہیں وہ انبیائے کرام پر نازل ہونے والی وحی ہے۔ تو کہیں انبیائے کرام کے تعلق سے ظاہر ہونے والا نشان۔ کہیں وہ ماہ رمضان کا نام ہے تو کہیں یوم بدر کا نام، اور کہیں وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی آخری اور محفوظ وحی کا جگہ کا نام ہوا معناتی نام کو یا صحیح معنی میں اسم یا مسمیٰ۔

البتہ سورۃ الانفال آیت ۲۹ میں لفظ فرقان کا جو آیا ہے وہ اس صلاحیت، خوبی اور قوت کے لئے آیا ہے۔ جو وحی خداوندی ن رو سے، ہر اس شخص کو میسر آتی ہے، جو قانون خداوندی کا بیکر بن جاتا ہے۔ اور یہ کمال، تقویٰ کا وہ نتیجہ ہے جو خارج میں موجود کسی حقیقت کا نام نہیں بلکہ اس عقل سلیم اور نور قلب کا نام ہے، جو تقویٰ کی رو سے از روئے مشیت خداوندی، انسان کو میسر آ جاتا ہے۔ جسکی روشنی میں وہ تیز کرنے لگتا ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ پھر ظاہر ہے کہ اس صحیح اور غلط کی پہچان کے دائرہ فکر و عمل میں وہ تمام علوم اور فنون بھی آ جاتے ہیں جسکی بنیاد پر وہ تفسیر کائنات کے پروگرام میں سرگرم عمل ہو جاتا ہے۔ ذہن انسانی کے ارتقاء کے مستقیم میں یہ صلاحیت، کلیدی کردار کی حامل ہوتی ہے۔ پھر انسانیت کی طبع کش اور فیض رسانی کے لئے نئی نئی چیزیں وجود پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ بلاشبہ ”فرقان“ (یعنی مراد مستقیم میں ارتقاء انسانی) اور اصل خداوند عالم کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں، جنہیں ”فرقان“ کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ دولت بے بہا صرف انہی لوگوں کے حصے میں

آتی ہے جو تو ان میں خداوندی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اور اسی جذبے سے سرشار ہوتے ہوئے کائنات کو تسخیر کرنا چاہتے ہیں۔

کیا چاند گرہن کا وقت ایک منحوس گھڑی ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چاند گرہن کا وقت ایک منحوس گھڑی ہے اور یہ انسانوں پر ایک کھٹن وقت ہوتا ہے لہذا اس وقت کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے اور کھانے پینے سے گریز کرنا چاہیے۔ البتہ زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہیے اور نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ باتیں درست ہیں یا غلط۔ اگر نہیں تو اس وقت کو گزارنے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ (انجیئر شہزاد ندیم۔ دہلی)

میرے محترم! گرہن یا گھن سورج کا ہو یا چاند کا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ نظام مسمیٰ کا مطالعہ جہاں ہمیں اس امر سے روشناس کراتا ہے کہ سورج یا چاند گرہن کیوں اور کیسے ہوتا ہے؟ وہیں ہمیں اس حقیقت سے بھی متعارف کراتا ہے کہ سورج اور چاند ہر دو دراصل، قانون فطرت کے قاعدوں اور ضابطوں میں کچھ اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ اس سے سربمخلاف نہیں کر سکتے اور یوں گرہن ایک بڑی نشانی بن جاتا ہے آفتاب و مانتاب کے مجبور و مقبور ہونے کی، پھر یہ امر آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے کہ جو مجبور شخص ہو۔ وہ یقیناً خالق نہیں ہو سکتا چنانچہ یہ گرہن ان ہر دو کے مخلوق ہونے کی زبردست دلیل ہے پس ظاہر ہے کہ جو حقوق ہو وہ ہرگز لائق پرستش نہیں۔ انہیں (یعنی گرہن میں) زبردست رتبہ انکا کہ جو شمس و قمر کی پوجا کرتے ہیں اور وہ گرہن کی یہ حکمت سمجھنے سے قاصر ہیں کہ سورج اور چاند، بوقت گرہن بزبان حال پکار پکار کر عالم کائنات کو متنبہ کرتے ہیں کہ "اے ہماری پرستش کرنے والو! ہماری چال اور ہمارے حال کو اپنی اپنی قسمتوں پر مسدود شخص سماعتوں کے حوالے سے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنے والو! کیوں شرک میں مبتلا ہوتے ہو۔ ہم تو محض تمہاری طرح ایک مخلوق ہیں اور مخلوق کا کام اپنی عبادت کرنا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے۔" جیسا کہ سورہ رزقین میں ارشاد ہوا "الشمس والقمر بحسبان" (۵۵/۵) "ترجمہ۔ اور سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (مخبر گردش) ہیں۔" نیز سورہ بقرہ کی ایک آیت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی کیفیت سے متعلق ایک سوال اور اس پر رسول پاک ﷺ کا جواب بھی اس ضمن میں ہمیں یوں حقیقت آشنا کرتا ہے۔ "يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس (البقرہ ۱۸۹)۔" ارج۔ ترجمہ۔

اور یہ لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیں کہ چاند کا گھٹنا بڑھنا لوگوں کے لیے ان کے اوقات کی تعیین ہے۔ یعنی لوگوں اور قوموں کی قسمتوں کے بننے اور بگڑنے کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا اسکے منحوس ہونے کا تصور و عقیدہ، خواہ وہ (یعنی چاند) کسی حال میں ہو۔ ابتدائی تاریخوں میں ہوا انتہائی تاریخوں میں ایام گرہن میں ہو یا ایام بیض میں، بہر حال سراسر غیر اسلامی و غیر قرآنی تصور و عقیدہ ہے۔

اور اب اس گرہن سے متعلق چند احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ "سورج اور چاند، خدا کی نشانوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ نہ تو ان میں کسی کی موت سے گرہن ہوتا ہے اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے۔ پس جب تم گرہن دیکھو تو خدا کو یاد کرو۔" (متفق علیہ)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم گرہن دیکھو تو خدا سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور خیرات کرو۔" (متفق علیہ) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور قیامت کا سا خوف ان پر طاری ہو گیا، پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی، جب کا قیام، رکوع اور جہدہ استقر طویل تھا کہ میں نے کبھی اتنا طویل قیام، رکوع اور جہدہ نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں، جنکو اللہ بھیجتا ہے نہ تو کسی کی موت کے سبب سے ہوتی ہیں اور نہ کسی کی پیدائش کا نتیجہ۔ لیکن اس ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس جب تم اس قسم کی نشانوں میں سے کچھ دیکھو تو خدا سے ڈرو اور خدا کا ذکر کرو۔ دعا مانگو اور مغفرت چاہو۔" (متفق علیہ) اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ سورج اور چاند اس وقت گرہن میں آتے ہیں جبکہ دنیا کے سرداروں میں سے کوئی بڑا سردار مر جاتا ہے۔ جان لو کہ سورج اور چاند نہ تو کسی کی موت سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ کسی کی پیدائش سے اور یہ دونوں بھی خدا کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں۔ خدا اپنی مخلوق میں جو چاہے تغیر کرے۔ پس ان میں سے جب کوئی گرہن میں آئے تو تم نماز پڑھو۔ اس وقت تک جب تک کہ وہ روشن نہ ہو جائے یا خداوند تعالیٰ کوئی حکم ظاہر نہ فرمادے۔" (سنن نسائی)

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد اب آپ کے سوال کا اجمالی جواب حاضر خدمت ہے۔ چاند گرہن کو منحوس سمجھنا سراسر غلط ہے۔ اس وقت کو گزارنے کا شرعی طریقہ اوپر احادیث میں مذکور ہوا، اس پر عمل کیا جائے۔

صاحبزادہ شاہ انس نورانی صدیقی
چیمبرمین ورلڈ اسلامک مشن، پاکستان

محترم جناب حافظ شکیل اوج صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرمی بخیر ہو گئے۔ روانہ کردہ "التفسیر" کے دو شمارے جنوری تا مارچ اور اپریل تا جون موصول ہوئے۔ یاد فرمائی پر شکر گزار ہوں۔ اللہ رب العزت آپ کو اسکا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کی علمی کاوش یقیناً قابل تحسین، لائق صدمبارکباد اور اہل علم کے مطالعہ کے لیے ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو انشاء اللہ آئندہ یہ رسالہ طالب علموں کے لیے بالخصوص اور اہل علم کے لیے بالعموم ایک گرانقدر اثاثہ ثابت ہوگا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ السلام کے طفیل اسے کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

والسلام

ڈاکٹر محمد حسن نقوی
ممتاز شیعہ عالم دین و محقق

Asalamu-Alaikum!

Brother Shakil Aujl

Thank you for sending me the current issue of "al-Tafseer." I recieved it on Friday. It looks very informative and thought provoking. May Allah accept your efforts. I would like to contribute some articles to this periodical. I hope to get a positive response from your side. Thanks.

Dr. Mohsin Naqvi

(مئی ۲۰۰۵ء)

جامعہ کراچی کی مجلس التفسیر نے ایک مفید سہ ماہی دینی، علمی اور تحقیقی رسالہ "التفسیر" نکالا ہے، اس کا ابھی پہلا شمارہ شائع ہوا ہے، جب یہ اپنے آغاز میں ہی اتنا ہونہار ہے تو آئندہ اس سے جو توقع بھی کی جائے وہ بے جا نہیں ہوگی، اس کے اکثر مشمولات اگرچہ پہلے کے چھپے ہوئے ہیں لیکن لوگوں کے گزرو حافض نے ان کو فراموش کر دیا تھا، اس لیے ان کو دوبارہ شائع کرنا علم و دین کی مفید خدمت ہے، اعلیٰ بانڈز کے جواز و عدم جواز پر اہل علم و محققین کے خیالات نقل کر کے مدلل ترجیحی رائے پیش کی گئی ہے، مولانا شاہ محمد جعفر نے بتایا ہے کہ جہیز کتاب و سنت اور کتب فقہ سے ثابت نہیں، یہ قبیح رسم ہندو اثر کا نتیجہ ہے، ایک مضمون میں چاروں آخر کے وہ مسائل درج ہیں جن میں شاہ ولی اللہ صاحب نے کسی ایک کی موافقت اور دوسروں کی مخالفت کی ہے، اسی طرح دوسرے مفید علمی و دینی موضوعات پر بھی پر مغز مضامین سے یہ شمارہ آراستہ ہے، ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس کی درازی عمر کے لیے دعا کرتے ہیں۔

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوز جگر ہے، علم ہے سوز دماغ
علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہل دانش عام ہیں، کیاب ہیں اہل نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا بارغ
شیخ کتب کے طریقوں سے کشاد دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو نکلی کا چراغ
(اقبال)